تبصرے

سیرت مبارکہ محمد رسول اللہؐ | از مولانا محمد میاں صاحب شیخ الحدیث مدرسۂ امینیہ دہلی. کتابت جلی اور طباعت بہتر. ضخامت ۴۷۲ صفحات. قیمت مجلد/۲۰ پتہ :- کتابستان : قاسم جان اسٹریٹ دہلی - ۶

یہ کتاب جو سلسلہ کی جلد اول ہے، اگرچہ موضوع اس کا سیرت مبارکہ ہی ہے لیکن اس کی ترتیب خالص تبلیغی اور دعوتی ہے. چنانچہ پہلے انسان. زندگی اور موت کی حقیقت پر ایک بے تکلف مکالمہ کی شکل میں گفتگو کرنے کے بعد مذہب اور پیغمبروں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور اس کے بعد مشہور پیغمبروں اور کتب سماویہ کے حالات قرآن اور انجیل مقدس کے بیانات کی روشنی میں لکھے گئے ہیں پھر عرب قبل اسلام پر ایک خاصا طویل باب ہے اور اس کے بعد سیرت شروع ہو جاتی ہے، اس سلسلہ میں مولانا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی. خاندانی اور خانگی حالات وسوانح اور آپ کی تعلیمات اور اخلاق و فضائل ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح خلط ملط کر دیا گیا ہے کہ بحیثیت ایک اعلیٰ ترین انسان کے آپ کی شخصیت کا پیکر اُبھر کر ایک غیر مسلم کو بھی متاثر کر سکے، اس لحاظ سے یہ بڑی عمدہ اور مقصد میں کامیاب کتاب ہے، زبان سلیس اور انداز بیان شگفتہ و دلنشین ہے اگر مولانا کے سامنے علامہ کتانی کی التراتیب الاداریہ ود جواد علی کی العرب قبل الاسلام ہوتیں تو وہ کتاب کو اور زیادہ بہتر بنا سکتے تھے، بہرحال کتاب جو متعدد مطبوعہ مقالات پر اس طرح مشتمل ہے کہ ان مقالات کے ٹائیٹل بیچ اور فہرست مضامین اور چند اشتہارات بھی درمیان میں آگئے ہیں. قابل قدر لائق مطالعہ ہے، لیکن بعض جگہ عربی عبارت کا ترجمہ غلط ہو گیا ہے، مثلاً ۲۱

نوٹ صفحہ ۹۵، ۹۹ کی ترتیب بدل گئی ہے پڑھتے وقت لحاظ رکھا جائے

علما بھی اس کا شکار ہو گئے، واقعہ یہ ہے کہ بہادری، سخاوت، فیاضی اور غیرت وحمیت وغیرہ جو اوصاف عرب قبل از اسلام کے بیان کئے جاتے ہیں وہ حد اعتدال اور اقدار حقیقی سے متجاوز ہونے کے باعث اخلاقِ حمیدہ میں ہی نہیں اور اس بنا پر فلسفۂ اخلاق کی رو سے وہ "فضائل" میں نہیں۔ بلکہ رذائل میں شمار ہونے کے لائق! چنانچہ ان کی بہادری کو ہم فلسفۂ اخلاق کی اصطلاح میں شجاعت" نہیں، بلکہ تہور ان کی سخاوت کو جود نہیں بلکہ اسراف و تبذیر اور اُن کی غیرت کو غیرت نہیں، بلکہ کبرِ نفس کہیں گے وقس علی ھذا۔ دوسری قسم کی اعتقادی اور عملی گمراہیوں کے ساتھ مل کر یہی رذائل ہیں جنھوں نے ان عربوں کو "فی ضلال مبین" کا مصداق بنا دیا تھا، آخر میں یہ بھی عرض کر دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر و فاقہ کے متعلق عام طور پر جو روایات مشہور ہیں وہ بہت زیادہ محلِ نظر ہیں اور اس کے وجوہ یہ ہیں:

(۱) قرآن میں ہے: "ووجدك عائلاً فاغنیٰ" اللہ نے آپ کو تنگ دست پایا تو آپ کو غنی بنا دیا"

(۲) ہزار ہا انسان تھے جو پروانوں کی طرح آپ پر فدا تھے اور یہ سب اصحاب صفہ ہی تو نہ تھے، بلکہ ان میں ابو بکر، عثمان غنی اور عبد الرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم) جیسے دولت مند اور ارباب ثروت بھی تو تھے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کاشانۂ نبوت میں فاقے پہ فاقے ہوں اور ان حضرات کو خبر بھی نہ ہو۔

(۳) اہل و عیال کے لئے نان نفقہ کا بندوبست فرض ہے، اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کا بندوبست ضرور کیا ہوگا، پھر کیا یہ ممکن ہے کہ حضور نے ان سب کے لئے، یا انتظام کر دیا، مگر خود بھوکے رہے۔

(۴) بھوکا رہنا اسلام میں محمود نہیں۔ مذموم ہے اور اللہ کی ناشکری ہے۔

(۵) آخر حضور کے لئے کیا چیز نہیں تھی جس کے باعث آپ کو مسلسل فاقوں کی نوبت آئے۔ درحقیقت اس طرح کی باتیں ہمارے صوفیا اور واعظوں نے مشہور کر رکھی ہیں۔ چنانچہ

این الحاموتا "کا ترجمہ "کہاں ہیں ہمارے حامی" صحیح نہیں ہے، کیوں کہ یہ "نا" ضمیر جمع متکلم نہیں ہے، بلکہ محاموں جمع محامی کی ہے اور الف اشباع کا ہے اسی طرح اس شعر میں "معشر" کا ترجمہ "گروہ" ہونا چاہیئے نہ کہ "معاشرہ" دونوں میں بہت فرق ہے۔ ج ۱ ص ۱۶۱ پر "تکسب المعدوم" کا ترجمہ: "آپ ایسے احسانات کرتے ہیں اور ایسی خدمات انجام دیتے ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی" کے بجائے صحیح ترجمہ یہ ہوگا کہ "جو لوگ کچھ آمدنی نہیں رکھتے آپ ان کے لئے آمدنی کا ذریعہ بہم پہنچاتے ہیں" علاوہ ازیں "تقری الضیف" کا بھی صحیح ترجمہ یہ ہوگا "کہ آپ مہمان کی خاطر مدارات کرتے ہیں" نہ یہ کہ "باہر کے مسافر جو بے ٹھکانہ ہوتے ہیں آپ ان کو اپنا مہمان بناتے ہیں" ص ۱۵۱ پر "عصمۃ الارامل" کا ترجمہ "بیوہ عورتوں کی عصمتوں کے محافظ" کی جگہ "بیوہ عورتوں کی حفاظت گاہ" زیادہ موزوں رہے گا۔ عام مفسرین کی طرح جن آیات میں حضور کو خطاب کیا گیا ہے مولانا نے بھی وہاں لفظ "تو" اور واحد مخاطب کا صیغہ استعمال کیا ہے لیکن درحقیقت دل کو یہ بڑا شاق گذرتا ہے پھر مولانا نے عرب قبل اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس میں تضاد پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ص ۷۷ پر آپ نے عربوں کو اخلاق وعادات اور اوصاف وکمالات کے اعتبار سے اس زمانہ کی بے نظیر قوم قرار دیا ہے "سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر مولانا کا یہ بیان صحیح ہے تو قرآن میں ان کے متعلق "وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین" کیوں فرمایا گیا چنانچہ آگے چل کر مولانا خود لکھتے ہیں جن سے سابقہ بیان کی تردید ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"مختصر یہ کہ انسانیت کی تمام شریف خصلتوں کے چراغ گل تھے۔ قریش جیسے قبائل اگرچہ تمدن میں اپنا مقام رکھتے تھے، مگر روحِ تمدن سے وہ بھی محروم تھے ان کی کاروباری منڈیاں بڑھ رہی تھیں مگر اخلاق کی جنس ان میں ناپید تھی" ص $\frac{۴۵}{۲۱۳}$، علاوہ ازیں اخلاقی معائب کی آپ نے ایک جگہ ایک طویل فہرست دی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے "عرب ان تمام بیماریوں کے علاوہ ...... ص $\frac{۴۲}{۲۱۱}$ اصل یہ ہے کہ اس معاملے میں مستشرقین کے ایک طبقے نے عرب قبل از اسلام کے متعلق ایک بہت غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے پھر عرب قومیت کے علمبرداروں نے اسے اور ہوا دی اور ہمارے بعض جدید